

2690- ایک عیسائی کیساتھ سنجیدہ بات چیت

سوال

میں آپ کی ویب سائٹ کے صفحات دیکھ رہی تھی جس میں مجھے بہت فائدہ ہوا اس لیے کہ میں ایک دینی مدرسے کی عیسائی طالبہ ہوں اور مزید تعلیم حاصل کرنا چاہتی ہوں، میں مندرجہ ذیل اشیاء میں آپ کی رائے جاننا چاہتی ہوں کہ آیا یہ اشیاء صحیح ہیں؟

اسلام میں جنت شراب اور عورت اور غناء موسیقی کا نام ہے اور جنت میں جانے کے لیے جو راستہ ہے وہ ان سب اشیاء سے دور رہنے کا ہے جو کہ اسے ان سے بچنے کی بنا پر جنت میں ملیں گی اور اس کے ساتھ ساتھ ارکان اسلام کی بھی پابندی کرنی ضروری ہے۔

اسلام میں اس بات کی ضمانت نہیں کہ نجات اور خلاصی ہو جائے گی، بلکہ صرف اتنا کہا جاتا ہے کہ اپنی زندگی میں اس راستہ کی پیروی کرو اور اس پر چلو تو تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کامیابی اور نجات و خلاصی حاصل ہوگی اور اس کی کوئی ضمانت نہیں، اور میں بغیر ضمانت کے جینا پسند نہیں کرتی۔
مجھے علم ہے کہ مسلمان غلطی کا اصلاحاً اعتقاد نہیں رکھتے لیکن بغض نظر اس کے کہ انسان غلطی پر پیدا ہوا ہے کہ نہیں، کیا آپ میری اس میں موافقت نہیں کرتے کہ انسان سے غلطی ہوتا ہے اور وہ بہت ہی زیادہ غلطی کرنے والا ہے؟

انسان اپنی غلطی اور خطا کے بارہ میں کیا کرے؟ مجھے تو بہ کے متعلق سمجھ تو ہے لیکن ظاہر یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کے لیے بھی نجات تک پہنچنا ممکن نہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بیٹے کو بھیجا کہ وہ ہمارے لیے صلیب پر قتل کر دیا جائے اور ہمیں ہمارے اگلے پچھلے سب گناہوں سے نجات مل جائے اور کفارہ بنے۔

اسلام میں نجات کی کوئی ضمانت نہیں یہ ایسا معاملہ ہے جو حقیقی طور پر بڑا خوفناک ہے کہ آپ نجات کے لیے بغیر ضمانت زندگی گزاریں اور آپ اپنی زندگی گزار دیں اور یہ بھی علم نہ ہو کہ آپ نے اتنے اعمال کر لیے ہیں جو آپ کو قیامت کے دن کامیاب کر دیں اور نجات دلا دیں گے، اور یہ بھی آپ نہیں جانتے کہ آپ نے اتنی نمازیں پڑھ لیں ہیں کہ نہیں جو آپ کو کافی ہوں۔۔۔ حقیقتاً یہ معاملہ بہت ہی مرعب ہے۔

میں نے اپنے کسی ایک مسلمان دوستوں سے یہ سوال کیا ہے کہ کیا وہ موت کے بعد یقیناً جنت میں جائیں گے یا کہ آگ میں؟ لیکن ابھی تک ان میں کسی نے بھی جواب نہیں دیا، اسلام میں کوئی بھی کسی قسم کی نجات کی ضمانت نہیں اس لیے کہ یہ اعتقاد ہی نہیں کہ مسیح علیہ السلام پر ایمان ہو اور وہ نجات دلائیں بلکہ اسلام تو ہر ایک شخص کے فعل اور اس کے اعمال پر اعتماد کرتا ہے۔

یہ بھی ہے کہ: اگر میں مسلمان ہونا چاہوں تو میں اس کی طاقت نہیں رکھتی جب مسلمانوں کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ لوگوں میں سے چنے ہوئے ہیں تو پھر وہ اپنے دین کو پھیلانے کیوں نہیں؟ کیا یہ ہی کافی ہے کہ آپ اس پر ہی خوش ہوتے رہیں کہ آپ مسلمان پیدا ہوئے ہیں؟

اور اگر کوئی انسان عیسائی ہونا چاہے تو وہ اس کی طاقت رکھتا ہے اور کسی بھی شخص کے لیے ممکن ہے کہ وہ چند سیکنڈوں میں عیسائیت قبول کر کے عیسائی بن جائے، میں جب پیدا ہوئی تھی تو عیسائی نہیں تھی، اور عیسائی یہ کہتے اور یقین رکھتے ہیں کہ مسیح عیسیٰ علیہ السلام ہی رب کی طرف واحد راستہ ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے متعلق فرمایا ہے کہ: میں ہی راستہ ہوں میں ہی حق ہوں، میں ہی زندگی ہوں کوئی بھی میرے بغیر والد تک نہیں پہنچ سکتا اس نے یہ نہیں کہا کہ میں بھی ایک راستہ ہوں بلکہ یہ فرمایا کہ میں ہی راستہ ہوں۔

اور یہ بھی فرمایا کہ میں اور باپ ایک ہی ہیں۔

مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ کوئی شخص ان حقائق سے جان بوجھ کر کس طرح اندھا ہو رہے الایہ کہ اس نے اس سے قبل یہ کچھ سنا نہ ہو تو اور بات ہے، میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھے اس کا جواب دیں اور اس پر اپنی طرف سے کوئی تعلق چڑھائیں۔

پسندیدہ جواب

مثلاً زہر جنت میں کوئی نعمت نہیں ہوگی حالانکہ دنیا میں اسے حرام قرار دیا گیا ہے، اور اسی طرح لواطت اور حرام نکاح وغیرہ بھی آخرت میں کوئی نعمت نہیں ہوں گے حالانکہ دنیا میں اسے حرام قرار دیا گیا ہے، الحمد للہ یہ چیز بہت ہی واضح ہے۔

3- اور رہا مسئلہ ضمانت کا کہ اسلام میں کوئی ضمانت نہیں اور آپ نے جو تعبیر کیا ہے کہ اگر کسی کے پاس جنت میں داخل ہونے کی ضمانت نہیں تو اس کی زندگی رومی اور بڑی خراب رہے گی تو اس کا جواب یہ ہے کہ :

اس نتیجہ تک لانے والی چیز غلط قسم کا بر تصور ہے، اور اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہر شخص کے پاس جنت میں جانے کی ضمانت ہوتی تو یہ اس سے بڑی مصیبت تھی، اس لیے کہ اس ضمانت کی بنیاد پر ہر شخص حرام کاری کرتا اور ہر منظور اور منع کردہ کام کا ارتکاب کرتا۔

دیکھیں بہت سے یہودیوں اور عیسائیوں میں مجرم قسم کے لوگ اسی باطل ضمانت اور معافی کے سرٹیفکیٹ اور پادریوں سے معافی و درگزر کی بنا پر جرم کا ارتکاب کرتے ہیں، اور ہمارے رب نے ان لوگوں کے بارہ میں ہمیں اپنے اس فرمان میں بتایا ہے کہ :

﴿وہ وہ یہ کہتے ہیں کہ جنت میں صرف یہودی اور عیسائی ہی داخل ہوں گے ان کے علاوہ کوئی اور نہیں جائے گا، یہ تو صرف ان کی آرزوئیں ہیں، ان سے کہو کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی دلیل پیش کرو﴾ البقرة (111)۔

اور ہم مسلمانوں کے ہاں جنت کوئی ایسی چیز یا معاملہ نہیں کہ جو ہماری یا کسی اور کی خواہشات پر مبنی ہو جس طرح کہ ہمارے رب تعالیٰ نے بھی اپنے اس فرمان میں کہا ہے :

﴿حقیقت حال نہ تو تمہاری آرزو کے مطابق ہے اور نہ اہل کتاب کی امیدوں پر موقوف ہے، جو بھی برا کرے گا اسکی سزا پانے گا اور کسی کو بھی نہیں پانے گا جو اللہ تعالیٰ کے پاس اسکی مدد و حمایت کر سکے﴾ النساء (123)۔

اب ہم آپ کے لیے ذیل میں اس ہونے والی ضمانت کے بارہ میں اسلامی اعتقاد کا مختصر سا نوٹ پیش کرتے ہیں :

اسلام ہر اس شخص کے لیے یقینی اور قطعی ضمانت مہیا کرتا ہے جو موت تک اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں فرمایا ہے :

﴿جو ایمان لائیں اور اعمال صالحہ کریں ہم انہیں ان جنتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے سے نہریں جاری ہیں جہاں یہ ابدی طور پر ہمیشہ کے لیے رہیں گے، یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ جو سراسر سچا ہے اور کون ہے جو اپنی بات میں اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا ہو؟﴾ النساء (122)۔

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے :

﴿اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو ایمان لائیں اور اعمال صالحہ کریں ان کے لیے وسیع مغفرت اور بہت بڑا اجر و ثواب ہے﴾ المائدة (9)۔

اور ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ نے کچھ اس طرح فرمایا :

﴿بہشتیگی والی جنتوں میں جن کا غائبانہ وعدہ اللہ مہربان نے اپنے بندوں سے کیا ہے، بیشک اس کا وعدہ پورا ہونے والا ہی ہے﴾ مریم (61)۔

اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سورۃ الفرقان میں اس طرح فرمایا :

﴿آپ کہہ دیجئے کہ کیا یہ بہتر ہے یا وہ ہمیشگی والی جنت جس کا وعدہ پرہیزگاروں سے کیا گیا ہے جو ان کا بدلہ ہے اور ان کے لوٹنے کی اصل جگہ ہے﴾۔ الفرقان (15)۔

اور رب عرش عظیم کا یہ بھی فرمان ہے :

﴿ہاں وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لیے بالاخانے ہیں جن کے اوپر بھی بنے بنائے بالاخانے ہیں اور ان کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں رب کا وعدہ ہے اور وہ وعدہ خلافی نہیں کرتا﴾۔ الزمر (20)۔

اور اسی طرح اسلام اس کافر کو قطعی اور یقینی ضمانت فراہم کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام سے پہلو تہی کرتا اور دین اسلام سے اعراض کرتا ہے وہ یقیناً جہنم میں جائے گا، اللہ تعالیٰ نے اس کے بارہ میں کچھ یوں فرمایا :

﴿اللہ تعالیٰ ان منافق مردوں، اور عورتوں اور کافروں سے جہنم کی آگ کا وعدہ کر چکا ہے جہاں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، وہی انہیں کافی ہے ان پر اللہ تعالیٰ کی پھٹکار ہے، اور ان ہی کے لیے دائمی عذاب ہے﴾۔ التوبہ (68)۔

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿اور جو لوگ کافر ہیں انکے لیے دوزخ کی آگ ہے نہ تو اس میں ان کی تھنابھی آئے گی کہ وہ مرجائیں اور نہ ہی دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا و کم کیا جائے گا ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں﴾۔ فاطر (36)۔

اور اللہ تعالیٰ نے یوم الدین یعنی قیامت کے روز کا انکار کرنے والوں کے بارہ میں فرمایا :

﴿یہی وہ دوزخ ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا، اپنے کفر کا بدلہ پانے کے لیے آج اس میں داخل ہو جاؤ﴾۔ یس (63-64)۔

تو اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ ان دونوں فریقوں یعنی مسلمان مومنوں اور کافروں سے کیا ہے وہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں کرے گا اور نہ ہی اس میں کوئی اختلاف اور وعدہ خلافی ہوگی جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے روز قیامت کے ختم ہونے کے بعد ان کے حالات کا ذکر کیا ہے :

﴿اور اہل جنت اہل دوزخ کو پکاریں گے کہ ہم سے جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا ہم نے تو اسکو واقعہ کے مطابق اور سچا پایا ہے، تو تم سے جو وعدہ تمہارے رب نے کیا تھا تم نے

بھی اس وعدہ کو واقعہ کے مطابق سچا پایا ہے؟ وہ کہیں گے ہاں، پھر ایک منادی کرنے والا دونوں کے درمیان میں پکارے گا کہ ان ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی مار اور لعنت ہو﴾۔ الاعراف (44)

(

تو ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور اعمال صالحہ کیے اور اسی پر اس کی موت آئی تو وہ یقیناً اور قطعی طور پر جنت میں داخل ہوگا، اور ہر وہ شخص جس نے کفر کیا اور برے اعمال کیے اور اسی حالت میں اس کی موت واقع ہوئی تو وہ قطعی اور یقینی طور پر جہنم میں داخل ہوگا۔

اور پھر اسلام کے قواعد میں سے ہے کہ مومن آدمی کو خوف اور امید کے مابین زندگی گزارنی چاہیے تو وہ اپنے آپ کے بھتی ہونے کا فیصلہ نہیں کرتا اس لیے کہ وہ اس بنا پر غرور میں آجائے گا اور پھر اسے یہ بھی علم نہیں کہ اس کی موت کس طرح اور کس پر آئے گی؟

اور نہ ہی وہ اپنے آپ پر جہنم میں جانے کا حکم لگانے کا اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی ہے اور ناامیدی حرام ہے، تو مومن آدمی اعمالِ صالحہ کرتے ہوئے اس بات کی امید رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر اسے اجر و ثواب سے نوازے گا، اور وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب اور سزا کے ڈر سے غلط اور برے کاموں و گناہوں سے بچتا ہے۔

اور اگر وہ گناہ بھی کرے تو اس سے توبہ کرتا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت و بخشش حاصل کر سکے اور وہ اپنی اس توبہ سے ہی آگ کے عذاب سے بچتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بھی توبہ کرنے والے کے گناہ معاف کرتا اور اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔

اور آپ کے کہنے کے مطابق جب مومن اس سے ڈرتا ہے کہ اس نے جو اعمالِ صالحہ کیے ہیں وہ کافی نہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس سے امید کرتے ہوئے اپنے اعمال کو زیادہ کرتا ہے، اور مومن جتنے بھی اعمالِ صالحہ زیادہ کر لے وہ ان پر بھروسہ نہیں کرتا اور نہ ہی وہ غرور کرتا ہے اس لیے کہ یہ کام کرنا اسے ہلاک کر دے گا بلکہ وہ تو اعمالِ صالحہ کرتا ہے اور اجر و ثواب کی امید رکھتا ہے۔

اور وہ اسی وقت اپنے ان اعمال کرنے میں ریاء کاری تعجب اور اس کے تباہ ہونے سے بھی ڈرتا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں کچھ اس طرح کہا ہے:

﴿اور جو لوگ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل کپکپا رہے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں﴾۔ المؤمنون (60)۔

تو اس طرح مومن آدمی اعمال بھی کرتا ہے اور اجر و ثواب کی امید بھی رکھتا ہے اور مخالفت بھی کرتا ہے حتیٰ کہ وہ توحید اور اعمالِ صالحہ پر ہی اللہ تعالیٰ سے جا ملتا ہے تو وہ کامیاب و کامران ہوتا ہے اور اپنے رب کی رضا اور جنت کا مالک بنتا ہے، اور اگر آپ اس معاملہ میں غور کریں تو آپ کو علم ہو گا کہ اعمال کے لیے یہی وہ صحیح دوافع اور اسباب ہیں، اور زندگی میں استقامت بھی اسی سے حاصل ہوتی ہے۔

4- اور جو آپ نے غلطی اور خطا کے بارہ میں میں کہا ہے اس پر کلام کئی وجوہات سے کی جائے گی:

پہلی:

عقیدہ اسلامیہ کا انسانی گناہ کے بارہ میں موقف یہ ہے کہ: جس طرح کوئی شخص صرف اپنے ہی عمل کا بوجھ برداشت کرتا ہے اسے کوئی اور نہیں برداشت کرتا تو اسی طرح وہ کسی اور کے عمل کا بھی بوجھ برداشت نہیں کرتا اور اسے نہیں اٹھاتا جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اور کوئی بھی کسی دوسرے کا بوجھ اور گناہ نہیں اٹھائے گا﴾۔

تو اس طرح اصل کی غلطی والی سوچ صحیح نہیں بلکہ یہ ختم ہو جاتی ہے، اس لیے کہ اگر باپ غلطی کرتا ہے تو اولاد اور پوتوں کا کیا قصور ہے کہ وہ اس عمل کے بوجھ اور گناہ اٹھاتے پھریں جو ان کے علاوہ کسی اور نے کیا ہو؟

نصرانی عقیدہ جو کہ ان کے باپ کی غلطی کو اولاد پر ڈالتا ہے یہ بیحد ظلم ہے، تو کیا کوئی عقل مند یہ کہہ سکتا ہے کہ کئی ایک زمانہ اور دور گزرنے کے باوجود اس گناہ کا تسلسل موجود ہے اور یہ کہ دادے پڑدے کا گناہ پوتوں اور بعد میں آنے والی نسلوں پر بھی ہوتا ہے؟؟

دوسری:

یہ کہ غلطی کرنا یہ بشری طبیعت ہے اور طبعی چیز ہے اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ فرمایا ہے کہ: (سب بنو آدم خطا کار ہیں) سنن ترمذی حدیث نمبر (2423)۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کو گناہ اور غلطی ہو جانے کی صورت میں عاجز نہیں بنایا کہ وہ اس کے بارہ میں کچھ بھی مالک نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے فرصت اور موقع فراہم کیا ہے کہ وہ توبہ کر لے اور اس کے لیے توبہ اور واپس پلٹنے کا دروازہ کھلا رکھا ہے۔

اور اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر والی حدیث میں فرمایا ہے کہ :

(اور سب سے بہتر خطا کا وہ ہے جو توبہ کرتا ہے)۔

اور شریعت اسلامیہ میں اللہ عزوجل کی رحمت واضح نظر آتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پکارتے ہوئے فرمایا :

﴿میری جانب سے﴾ کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جان پر ظلم و زیادتی کی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ یقیناً اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے واقعی وہ بڑی بخشش اور رحمت والا ہے﴾ الزمر (53)۔

یہ انسان کی طبیعت اور بشری تقاضا ہے اور جب وہ گناہ کر لے تو اس کی مشکل کی حل کا راستہ یہ ہے، لیکن اس بشری طبیعت جو کہ خطا اور غلطی کی طبیعت ہے کورب اور بندے کے درمیان ایک روک اور ممنوع بنالیا جائے اور یہ کہ بندہ اپنے رب کی رضا اس وقت تک حاصل کر ہی نہیں سکتا جب تک کہ (ان کے گمان کے مطابق) وہ اپنے بیٹے کو نازل نہ کر دے تاکہ وہ ذلیل و رسوا ہو کر (اپنے باپ!) کی آنکھوں اور نظر کے سامنے سولی پر لٹکے تو پھر اس وقت بشریت کے گناہوں کو بخش دیا جائے۔

تو یہ معاملہ بہت ہی تعجب خیز اور گراہوا اور صرف اس باطل کلام کو بیان کرنے سے ہی اس کا رد ہو جاتا ہے اس پر رد کرنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی، میں نے ایک مرتبہ اس مسئلہ پر بحث کے دوران ایک نصرانی سے کہا کہ جب تم یہ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بیٹے کو اس وقت موجود انسانوں یا پھر بعد میں آنے والوں پر فدا ہونے اور سولی پر چڑھنے کے لیے نازل فرمایا ہے تو پھر آپ یہ بتائیں کہ وہ لوگ جو کہ ولادت مسیح علیہ السلام سے قبل گناہ گار ہی مر گئے اور انہیں اس عقیدے کا علم نہ ہو سکا کہ وہ اس کے صلیب پر چڑھنے والے عقیدہ پر ایمان رکھیں تاکہ وہ ان کے گناہ معاف کر دے تو ان لوگوں کا کیا ہوگا؟

تو اس نے صرف اتنی سی بات کہی یقیناً اس کا رد ہمارے پادریوں کے پاس ہوگا! اور اگر اس کا رد پایا بھی گیا تو وہ باطل کلام کو مزین کر کے پیش کی جائے گی تو وہ کیا کہیں گے؟

اور آپ بھی جب بشری خطا کے بارہ میں نصرانی عقیدہ عقل و انصاف کے سامنے پیش کریں گے تو آپ یہی دیکھیں گے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ رب نے اپنے اکیلے اور چھپتے بیٹے کی قربانی دی ہے تاکہ اس کے ساتھ سب لوگوں کے گناہ بخش دے، اور یہ بیٹا الہ و معبود ہے۔

اور اگر یہ الہ تھا اسے مارا بھی گیا اور اسے گالی بھی نکالی گئی اور پھر اسے سولی پر بھی لٹکایا گیا تو وہ مر گیا، تو یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو اپنے اندر الحاد چھپائے ہوئے ہے اور اس میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر کمزوری اور مدد ترک کرنے کا بہتان ہے۔

اور کیا رب ذوالجلال اپنے سب بندوں کے ایک ہی کلمہ کے ساتھ گناہ معاف کرنے سے عاجز ہے؟ اور اگر ایسا ہی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (اور عیسائی بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتے) تو وہ کونسی چیز ہے جو اس بنا پر اس کے بیٹے کو قربانی کا بھرا بنا رہی ہے؟ (اللہ تعالیٰ ان ظالموں کے باتوں سے بلند و بالا ہیں)۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے، اللہ تعالیٰ کی اولاد کہاں ہو سکتی ہے حالانکہ اس کے کوئی بیوی تو ہے نہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے اور وہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے﴾۔

الانعام (101)۔

اور اگر ایک عام شخص اس بات پر راضی نہیں ہوتا کہ وہ اپنے بیٹے کو کوئی تکلیف پہنچا دیکھے بلکہ وہ تو اس کا دفاع کرتا ہے کہ اسے کوئی تکلیف نہ ہو، اور نہ ہی وہ اس بات پر راضی ہوتا ہے کہ وہ اسے دشمن کے سپرد کر دے تاکہ وہ اسے تکلیف دے یا پھر اس پر سب و شتم کرے۔

اور پھر اسے قتل کرنے کے لیے پیش کر دینا اور اسے بہت برے طریقے پر سولی پر لٹکانا جو کہ بہت ہی برا قتل ہے کس طرح ہو سکتا ہے، جب عام مخلوق میں سے ایک شخص کی یہ حالت ہے پھر رب ذوالجلال کے متعلق یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

تیسری :

نصرانی کا گناہوں سے کفارہ والے عقیدے کا انسانی زندگی پر سلبی اثر ہے، جس طرح کہ آپ نے بیان کیا ہے اس لحاظ سے تو نصرانی عقیدہ کے مطابق انسان پر کوئی بھی کسی چیز کا التزام کرنا ضروری نہیں بلکہ اسے صرف یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بیٹے کو اس زمین پر سولی پر لٹکنے اور لوگوں کے گناہوں کے کفارہ میں مرنے کے لیے بھیجا تھا۔

تو اس طرح کا عقیدہ رکھنے والا نصرانی ہو جائے گا اور اسے رب ذوالجلال کی رضا اور جنت میں داخل ہونے کی ضمانت مل جائے گی، اور یہ ہی نہیں بلکہ وہ یہ بھی عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا وہ اگلے پچھلے اور حاضر و مستقبل کے تمام گناہوں کا کفارہ ہے جس کے بعد کسی بھی نصرانی معاشرے کو قتل و غارت اور چوری چکاری اور غصب اور ہمیشہ شراب نوشی اور دوسرے گناہوں پر کوئی باز پرس نہیں ہوگی؟

کیا مسیح علیہ السلام ان گناہوں کے کفارہ میں نہیں مرے؟ اور وہ سارے گناہ معاف اور مٹا نہیں دیے گئے؟ تو پھر معاصی اور گناہ کرنے سے کیوں روکتے ہیں؟

آپ کو اپنے رب کی قسم مجھے ذرا یہ تو بتانا کہ اگر تمہاری نظروں میں جرم کرنے والے مجرم کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا گیا ہے اور اسکے سارے جرائم مسیح علیہ السلام کے خون کے بدلے میں معاف کر دیئے گئے ہیں تو پھر تم قاتل کو بعض اوقات سزائے موت کیوں دیتے ہو؟

اور پھر مجرم کو قیدی کیوں بناتے ہو اور مجرم کو مختلف قسم کی سزائیں کیوں دیتے ہو؟ کیا یہ ایک عجیب و غریب تناقض نہیں؟

5- آپ نے جوابی کلام میں کہا ہے کہ مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ انسانوں میں اللہ تعالیٰ کی اختیار کردہ برگزیدہ قوم ہیں تو پھر اپنا عقیدہ پھیلاتے کیوں نہیں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ: ان میں سے مخلص اور کتاب و سنت پر عمل کرنے والے مسلمان تو اس کام کو نبھا رہے ہیں اور یہ عقیدہ پھیلا رہے ہیں اور اس کی دعوت بھی دیتے ہیں اور اگر یہ کام نہیں تھا تو آپ یہ بتائیں کہ وہ کونسی چیز ہے جس نے اسلام کو مکہ مکرمہ سے نکال کر انڈونیشیا اور سائبریا اور مغرب میں اور اسی طرح بوسنیا اور جنوبی افریقہ اور مشرقی و مغربی ممالک میں پہنچایا اور پھیلایا؟

کچھ مسلمانوں کے سلوک اور معاملات میں آج جو بعض غلطیاں اور اخطا پائی جاتی ہیں وہ اسلام پر نہیں ڈالی جا سکتیں اور نہ ہی اس میں اسلام کا قصور ہے اور نہ ہی اسلام اس کا سبب ہے بلکہ یہ تو صرف اسلام کی مخالفت کی بنیاد پر پائی جاتی ہیں۔

یہ کوئی عدل و انصاف نہیں کہ کسی منہج کے کچھ پیروکاروں اور متبعین جنہوں نے منہج سے انحراف اور اس کی مخالفت کی ان کی غلطیاں اس منہج پر ڈال دی جائیں، کیا مسلمان عیسائیوں سے زیادہ عدل و انصاف کے مالک نہیں کہ جب وہ اس کا اقرار کرتے اور کہتے ہیں کہ مجھنگار شخص اگر اپنے گناہ سے توبہ نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کے عقاب و سزا کا مستحق ٹھرے گا۔

اور پھر کچھ گناہ تو ایسے ہیں جن کی حد تو اسے دنیا میں ہی لگائی جاتی ہے اور یہ حد اس کے لیے آخرت میں اس کا کفارہ بنے گی مثلاً قتل اور چوری اور زنا کی حدیں الخ۔

6- اور آپ نے جو یہ کہا ہے کہ انسان کا عیسائیت میں داخل ہونا اسلام سے بھی آسان ہے یہ ایک ایسی بات ہے جو سراسر حقیقت اور واقع کے خلاف اور غلط ہے اس لیے کہ اسلام کی چابی اور اس میں داخل ہونے کے لیے صرف دو کلمات پکارنے پڑنے ہیں :

(أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمد رسول الله) میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

ان کلمات کے کہنے سے ہی چند سیکنڈ کے اندر شخص مسلمان بن جاتا اور اسلام میں داخل ہو جاتا ہے اور کسی پادری اور تعمید و پتسمہ کی ضرورت نہیں اور نہ ہی کسی خاص جگہ یعنی مسجد وغیرہ میں جان پڑتا ہے۔

آپ اسلام میں داخل ہونے اور عیسائیت کے قبول کرنے میں جو عمل کیے جاتے ہیں ان کے درمیان موازنہ کر کے دیکھیں کہ عیسائیت قبول کرتے وقت جو کچھ مضحکہ خیز تعمید و پتسمہ کیا جاتا ہے وہ کیا ہے اور پھر عیسائی صلیب کو مقدس سمجھتے ہیں جس نے ان کے گمان کے مطابق تو انہیں تکلیف دی اور اسی صلیب پر انہیں سولی پر لٹکایا گیا

لیکن پھر بھی وہ اسے مقدس اور اس میں برکت اور شفا سمجھتے ہیں حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ اس کی مذمت کرتے اور اسے ناپسند کرتے اور اسے ایک ظلم کی نشانی اور اللہ کے بیٹے کی موت کی قبیح شکل گردانتے!! اور یہ وہی ہے جس نے اس کی کمر دھری کر دی اور اسے نیند سے بھی محروم کر دیا۔

7- کیا آپ میرے ساتھ یہ نہیں دیکھتیں کہ مسلمان باقی سب لوگوں سے زیادہ حق پر ہیں اور وہ سب انبیاء و رسولوں پر ایمان رکھتے اور ان کی عزت و توقیر کرتے ہیں اور ان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ سب انبیاء و رسول حق اور توحید پر تھے اور ہر ایک کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا اور اسے اس کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا۔

اور اسے اس دور اور جگہ کی مناسب شریعت سے بھی نوازا، اور جب ایک انصاف کرنے والا نصرانی اور عیسائی یہ دیکھتا ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ تورات و انجیل اور قرآن مجید پر بھی ان کا ایمان ہے۔

اور پھر وہ یہ دیکھتا ہے کہ اس کی قوم کے لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کا ارتکاب کرتے ہیں اور ان کی نبوت کا انکار کرتے اور ان کی کتاب قرآن مجید کو جھٹلاتے ہیں تو اس کا انصاف اسے یہ نہیں کتنا کہ مسلمانوں کا پلڑا بھاری ہے اور وہ حق پر ہیں؟

8- اور آپ نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے کہا ہے کہ : باپ تک میرے ذریعہ کے علاوہ کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا۔

پہلے تو اس قول کا ثبوت پیش کرنا چاہیے اور اس کی عیسیٰ علیہ السلام کی طرف نسبت کی صحت کا ثبوت پیش کرنا بھی ضروری ہے۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ کلام واضح طور پر باطل ہے، تو اللہ عز و جل کو نوح، ہود، صالح، یونس، شعیب، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے دور میں انسانیت نے اللہ تعالیٰ نے کو کس طرح پہچانا؟

اور اگر مقتولہ کچھ اس طرح ہوتا کہ۔ بنی اسرائیل عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں اور ان کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دور تک۔ اللہ تعالیٰ کے دین اور شریعت تک عیسیٰ علیہ السلام کے بغیر نہیں پہنچ سکتے تو ہم یہ کہہ سکتے تھے کہ یہ بات صحیح ہے اور عبارت بھی سلیم اور اس میں کچھ جان ہے۔

9- اور آپ نے جو مسیح علیہ السلام کی بات کو ختم کرتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ : میں اور باپ ایک ہی ہیں، تو یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو کہ قابل قبول نہیں بلکہ مرفوض ہے اگر آپ عدل و انصاف کے راستہ پر چلتے ہوئے خواہشات اور تعصب سے علیحدہ ہوں تو آپ پر یہ واضح ہوگا کہ یہ قول (میں اور باپ) یہ کلمہ معطوف اور معطوف علیہ اور حرف عطف پر مشتمل ہے۔

اور لغت کے قواعد میں عطف تغایر کا تقاضہ کرتا ہے یعنی وہ کچھ اور باپ کچھ اور ہے، اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں اور فلاں شخص تو بہر عقل مندیہ ہی سمجھے گا کہ وہ دو اور مختلف ہیں اور $1=1+1+1$ کے مساوی ہے تو یہ بھی صحیح نہیں بلکہ سب عقلمندوں اور ریاضی دانوں اور دوسروں کے ہاں مرفوض اور غیر صحیح ہے۔

ہم آخر میں اپنے اس مضمون کو ختم کرتے ہوئے آپ کو وصیت کرتے ہیں اور میرے خیال میں آپ اس وصیت کو رد نہیں کریں گی کہ آپ ان سب باتوں کو جو آپ نے پہلے کی ہیں پس پشت ڈالنے ہوئے یک سو ہو کر کسی قسم کا بھی تعصب اپنے ذہن میں نہ رکھیں بلکہ خالی الذہن ہو کر اللہ تعالیٰ کے بارہ میں سوچیں اور اس سوچ میں آپ اللہ وحدہ لا شریک سے ہدایت طلب کریں۔

اور اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ اپنے کسی بندے کو ذلیل نہیں کرتا، اور اللہ تعالیٰ ہی سیدھے راہ کی طرف ہدایت دینے والا ہے، اور وہ ہمیں کافی ہے اور بہت ہی اچھا کار ساز ہے۔

واللہ اعلم۔